امام بری کی کرامت یا اظہار برأت کی عملی تصویر؟

محمد زبیر آل محمد، خوشاب

قبوں اور درباروں کی داستان اور ان کی طرف ذوق وشوق سے ہر سفری پریشانی برداشت کر کے سفر کرنے کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود ماضی کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی تاریخ شرک اور مشرکین کی۔

گذشتہ ایام پوٹھوہار کے مشہور صوفی بزرگ شاہ عبداللطیف المعروف بری امام کے ''نور پور شاہاں'' میں شروع ہونے والے عرس میں شریک ہونے والی زائرین کی بس حادثے کا شکار ہو گئی جس میں 43 معتقدین سے بری امام نے اظہار برأت کرتے ہوئے موت کے گھاٹ اتار دیا؟

ہم اس بحث میں یہ حقیقت آشکار کرنا چاہتے ہیں کہ کیا مخلوق میں کوئی صاحب علم وتقویٰ فرد ضروریات زندگی اور مصائب وآلام میں خالق کے علاوہ کام آ سکتا ہے یا نہیں؟ قبر کو پختہ کرنے اس پر عمارت بنانے، کتبہ لگانے، سجدہ کرنے، قبروں پر چراغاں کرنے، یا قبر پر میلہ لگانے، قبر پر مجاور بن کر بیٹھنے اور ان کے نام کی نذر ونیاز دینے، قبرستان میں مساجد تعمیر کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور معتقدین سے سوال ہے کہ اگر بزرگ اولیاء مصائب والام کو رفع کرنے پر قادر ہیں تو بس کا حادثہ بری امام کی کونسی کرامت ہے یا اظہار برات کی ایک عملی تصویر؟ آل محمد

رحمانی اور شیطانی گروہ کی باہمی کشمکش اور اصرار وانکار کا سلسلہ روز اول سے ہی جاری وساری ہے ایک طرف ہر چیز کو تابع کر کے انسان کو اپنے مطیع وفرمانبردار بننے کو کہا جا رہا ہے۔ جبکہ دوسری طرف بغاوت و سرکشی کے الارم کے ساتھ مخلوق کو مخلوق کے تابع مٹی کے ڈھیروں اور درگاہوں کی چوکھٹوں پر جبین نیاز جھکا کر زندگی گزارنے کا درس دیا جا رہا ہے۔

شیطان نے عدالت عالیہ سے راندہ درگاہ قرار دیا جانے اور زندگی کی مہلت لینے کے بعد اپنے مشن میں دن رات ایک کر کے ان افعال کو وجود بخشنے اور مخلوق کے ذہنوں میں اتارنے کی جاذب نظر انداز سے کوشش کی کہ مخلوق اور خالق میں فرق کی حائل دیوار ختم ہو جائے، خالق ومخلوق میں حائل دیوار کے خاتمے کیلئے ہر دور میں شیطان کا طریقہ واردات مختلف رہا ہے۔ اس نے ہمیشہ ہر عمل کو مخلوق کے سامنے ایسی آرائش و زیبائش کے ساتھ پیش کیا ہے جسے وہ قبول کرنے میں تاخیر بھی نہ کرے اور باعث اجر وثواب بھی سمجھے۔ جبکہ اسے کیا خبر کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی اور باعث اجر وثواب بھی ہر وہ چیز ٹھہری ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے یہ مقام دیا ہو بصورت دیگر شیطانی عمل اور خسارے کا سودا۔

قوم نوح کے دل ودماغ میں بھی یہی بات بٹھا دی گئی تھی کہ ''ود'' ''سواع'' ''یغوث'' ''یعوق'' اور نسر نیک اور صالح ہستیاں ہیں ان کی پوجا تمہارے آباؤ اجداد کرتے رہے ہیں نوح کی بات مان کر ان سے تعلق خاطر اور گہرے مراسم ختم نہ کر دینا یہ عمل باعث اجر ومقام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے یہ قوم نوح کے صالح اور دیندار افراد تھے ان کی وفات کے بعد لوگ ان کی قبروں پر مجاور بن کر بیٹھ گئے پھر کچھ عرصہ اور ان کے بیٹھنے کی جگہوں پر انکے ناموں کے مجسمے بنا کر رکھ دیئے گئے پھر کچھ عرصہ بعد ان کی پرستش شروع ہو گئی جس کی تصویر الملک نے سورۃ نوح کی آیت نمبر ۲۳ میں پیش کی ہے:

وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا

یہی شیطانی جراثیم جب اہل طائف، اہل مکہ اور اہل مدینہ میں پہنچے تو انہوں نے بھی اپنی مشکل کشائی حاجت روائی اور پوجا کیلئے اپنی نگاہوں کا مرکز علی الترتیب ''لات'' ''عزیٰ'' اور مناۃ کو بنا لیا۔ ان پر ایسے بھروسہ کرنے لگے جیسے خالق پر کیا جاتا ہے۔ اس لئے ابوسفیان نے غزوہ احد میں بآواز بلند کہا تھا''

بقیہ: صـ 41 پر

اعل ھبل" ہبل بلند ہو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کے رسول کیا جواب دیں آپ ﷺ نے فرمایا" اللہ اعلی و اجل" اللہ بلند وبالا ہے۔

خدمت میں کرنے کے بعد فرمایا جس میں بہت سی تصاویر تھیں۔آپ نے فرمایا:

ان اولئک اذا کان فیھم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبرہ مسجدا وصوروا

قبروں کو عبادت گاہ اور مصائب و الام کی گرہ کشائی کیلئے نگاہوں کا مرکز بنالینا، مجاورین کا بیٹھ رہنا، قبروں کو پختہ کرنا اور کتبے لگانا ایسے افعال قبیحہ اور اعمال شرکیہ ہیں۔جن کے لئے آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں بطور خاص امت کو تنبیہ فرماتے ہوئے بچنے کی تلقین کی کہ یہ عمل اللہ کی لعنت اور انسان کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنتے ہیں۔

ہر دور میں شیطان کا طریقہ واردات مختلف رہا ہے اس نے ہمیشہ ہر عمل کو مخلوق کے سامنے ایسی آرائش وزیبائش کے ساتھ پیش کیا ہے جسے وہ قبول کرنے میں تاخیر بھی نہ کرے اور اسی کو باعث اجروثواب بھی سمجھے۔

ابوسفیان نے یہ سن کر کہا کہ" ان لنا العزی ولاعزی لکم" ہمارا مددگار عزی ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر صحابہؓ سے کہا کیوں جواب نہیں دیتے؟ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ کیا جواب دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جواب دو: اللہ مولانا و لا مولا لکم۔ ہمارا مددگار اللہ ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔بعینہ اسی سوچ اور فکر کے حامل افراد برصغیر میں کثیر تعداد میں موجود ہیں جو سلفی حضرات کو بے مرشدے کہہ کر اپنے پیروں اور ملنگوں کی رفعت اور بلندی کا اعلان کرتے ہیں اور غیر مقلد کہہ کر بے آسرا سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ رفعت اور بلندی کے اعتبار سے اللہ وحدہ لاشریک سے بلند کوئی اور نہیں۔مدد ومعاونت کے لحاظ سے بھی اس کے ہم پلہ کوئی اور نہیں۔یہی خالق ومخلوق میں فرق ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار اگر اس فرق کو مخلوق میں کوئی فرد برقرار نہ رکھ پائے تو اس کیلئے فرمان محمد عربی ﷺ ہے کہ انہوں نے حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے ایک کنیسہ کا تذکرہ آپ کی

فیہ تلک التصاویر واولئک شرار الخلق عند اللہ یوم القیامۃ

یہ وہ لوگ تھے جب ان میں سے کوئی صالح شخص فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے پھر اسی میں اس کی تصویر لٹکا دیتے قیامت کے روز اللہ کے ہاں یہ شریر ترین شمار ہونگے۔

فرمان نبوی ہے:

لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یحذر مافعلوا (بخاری مسلم)

اللہ یہود ونصاری کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا۔

آنحضرت ﷺ ان کے اس عمل سے ڈرا رہے تھے۔مزید فرمایا:

قبروں پر میلے لگانا، عرس منعقد کرنا اتنا قبیح فعل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں بھی اپنی امت کو بطور خاص وصیت فرمائی

اسی احساس وخیال کے پیش نظر آپ نے وفات سے پانچ روز قبل فرمایا: ان من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجدا الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انھاکم عن ذالک (مسلم شریف)

تم سے پہلے لوگ قبروں کو عبادت گاہ بنالیا کرتے تھے۔خبردار! قبروں کو مساجد نہ بنالینا میں تم کو اس سے منع کررہا ہوں۔

قاتل اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد (بخاری مسلم)

اللہ یہود ونصاری کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا۔

مزید فرمایا:

لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا (مسلم)

قبروں کی طرف منہ کرکے نہ نماز پڑھو اور

ان کے اوپر مجاور بن کر بیٹھو۔

امت کو وصیت فرمائی کہ:

لا تتخذوا قبری عیدا ۔

(ابوداؤد)

میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنا لینا۔

ان تمام فرامین و ارشادات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ولولا ذالک لا برز قبرہ ولکن کرہ ان یتخذ مسجدا

(بخاری مسلم)

اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر مکرم ظاہر کر دی جاتی لیکن آپ نے اسے پسند نہ کیا کہ آپ کی قبر عبادت گاہ بنے۔

زندگی کے آخری مراحل میں امت کو دلائل و براہین دے کر اور اس مسئلے کی سنگینی سے آگاہ فرما کے مالک حقیقی سے دست بدعا ہوئے۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔

اللہ میری قبر کو وثن نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے اس قوم پر اللہ کا غضب سخت ہو جاتا ہے جو اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتی ہے۔

قبروں کی تعظیم اور انکو میلہ گاہ بنانے میں بڑے بڑے مفاسد اور خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ ان خرابیوں کو وہی شخص ناپسند کرتا ہے جس کے دل میں اللہ کی عظمت اور وقار ہو اور توحید کے سلسلے میں اس کے دل میں غیرت وحمیت کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ شرک کی قباحت اس کے سینے میں پیوست ہو۔

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ:

قبروں پر عبادت کا اہتمام کرنا رسول اللہ ﷺ کو اس قدر ناپسند تھا کہ آپ نے اپنی تمام تر نرمی، رحمدلی، شفقت اور رحمت کے باوجود یہود ونصاریٰ پر فقط اس لئے لعنت فرمائی کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا تھا

شعور وادراک کے لحاظ سے مردہ دلوں پر کسی چیز کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سنت رسول اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل اور آجکل کے لوگوں نے جو قبور سے متعلق رویہ اختیار کر رکھا ہے ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے دونوں کا طریق کار جدا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا سختی سے منع کیا ہے۔ لیکن آج کا مسلمان قبروں کی طرف منہ کر کے بلکہ قبرستان جا کر نماز پڑھنے کا عادی ہو چکا ہے۔

قبرستان کو رسول اللہ نے عبادت گاہ بنانے سے منع فرمایا۔ لیکن آج کل قبرستان میں مسجدیں بنائی جا رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے قبر پر چراغاں کرنے سے منع فرمایا لیکن لوگوں نے بڑی بڑی جائیدادیں وقف کر دیں تاکہ ان کی آمدنی سے چراغاں ہو سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے قبرستان پر میلے لگانے سے منع فرمایا لیکن آجکل قبروں پر بڑی دھوم دھام سے سالانہ اجتماعات ہوتے ہیں جہاں عید سے بھی زیادہ چہل پہل نظر آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو زمین کے برابر رکھنے کا حکم فرمایا: لیکن آجکل قبروں پر بڑے بڑے قبے بنائے جا رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے قبر پر کتبہ لگانے سے منع فرمایا لیکن آجکل بڑی بڑی تختیوں پر قرآن کریم کی آیات لکھا کر قبروں پر لگائی جا رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبر پر صرف قبر والی مٹی ڈالی جائے اس کے علاوہ دوسری مٹی نہ ڈالی جائے لیکن آج کل بڑی بڑی اینٹیں اور پتھر لگائے جا رہے ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہماری اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل میں لوگ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی کھلم کھلا مخالفت کر رہے ہیں۔ اور شریعت مطہرہ سے برسر جنگ ہیں۔

زیارت قبور کا طریق کار اور فوائد:

قبرستان جانے سے آخرت یاد آتی ہے۔ اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت، رحم و کرم کی درخواست اور خیر و عافیت کی دعا کی جاتی ہے۔ لیکن مشرکین نے معاملہ بالکل الٹ دیا ہے اور دین اسلام کی مخالفت میں سرگرم عمل ہیں۔ قبرستان کی زیارت شرکیہ اعمال وافعال کا محور بن کر رہ گئی ہے۔ صاحب قبر کیلئے دعا کرنے کی بجائے ان سے بھیک مانگی جا رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ خود جنت البقیع اور

شہدائے احد کی قبروں کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کو قبرستان جا کر مندرجہ ذیل دعا کی تلقین فرماتے۔

السلام علیکم اهل الدیار من المومنین و المسلمین و انا ان شاء الله بکم لاحقون۔ و یرحم الله المستقدمین منا ومنکم و المستاخرین ونسئال الله لنا ولکم العافیة اللهم لا تحرمنا اجرهم ولا تفتنا بعدهم و اغفرلنا ولهم۔

اے مسلمانوں اور مومنو! تم پر اللہ کی سلامتی ہو ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے ولاے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر اور ہم سب پر رحم فرمائے ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگتے ہیں۔ اے اللہ ان کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور ان کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ کر دینا اے اللہ ان کو اور ہم سب کو معاف فرما۔

آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہ اجمعین کو زیارت قبور کے وقت اس دعا کی تلقین ضرور فرمائی ہے۔ مگر تین مقامات کے علاوہ اجرو ثواب اور زیارت کی نگاہ سے سفر کرنے کی بڑی سخت ممانعت بھی فرمادی ہے۔

لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد المسجد الحرام و مسجدی هذا والمسجد الاقصی تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی زیارت کیلئے رخت سفر نہ باندھا جائے یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی (بخاری مسلم)

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کوہ طور تشریف لے گئے جہاں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے تھے۔ واپسی پر ابو بصرہ الغفاری رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے کہا اگر مجھے پہلے علم ہو جاتا تو آپ ہرگز نہ جاسکتے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ:

لا تعمل المعطی الا الی ثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجدی هذا ومسجد بیت المقدس۔ تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کیلئے سواری کو نہ چلایا جائے۔

یہ آسمان و زمین میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں اور نہ ہی ان کی ملکیت میں شریک۔ ان میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا مددگار اور معاون بھی نہیں۔ (السباء)

رفع حاجات اور مصائب و مشکلات سے نجات کے اختیارات اگر میرے (محمد ﷺ) کے پاس ہوتے تو میں بہت سی بھلائی اکٹھی کر لیتا اور مجھے تکالیف میں مبتلا نہ ہونا پڑتا۔ جب یہ اختیارات ایک نبی کے پاس نہیں تو اے عقل و دانش اور صاحب بصیرت لوگو یہ سب کچھ کسی امتی کے پاس کیسے ممکن ہے؟

ہمارا سفری کلفتوں کو برداشت کر کے مزاروں، درباروں اور میلوں میں شریک ہونا بے کار اور رائیگاں جانے والا عمل ہی نہیں بلکہ باعث

قبروں پر سالانہ اجتماعات اور عرس منعقد کرنے والو! تمہیں یاد نہیں رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر میلے لگانے سے منع فرمایا ہے۔ چراغاں کرنے والو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے اس کو پسند نہیں کیا۔ مجاور بن کر بیٹھنے والو! تمہیں علم ہونا چاہئے کہ کائنات کے امام ﷺ نے ایسا کرنے سے اپنی امت کو روک دیا ہے۔

فرامین رسول اللہ کی موجودگی میں رفع حاجات، فقرو فاقہ سے نجات اور مصائب و مشکلات سے چھٹکارا پانے کیلئے مزاروں پر حاضری، درباروں پر منعقد ہونے والے اجتماعات اور تقریبات میں شرکت: چہ معنی دارد؟

جبکہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد موجود ہے۔ کہ جنکو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کارساز اور حمایتی سمجھتے ہو وہ تمہاری کسی پریشانی کو نہ دور کر سکتے ہیں اور نہ تمہاری تقدیر بدلنے پر قادر ہیں۔ (بنی اسرائیل) اور نہ ہی

عذاب اور رب کی ناراضگی و غضب کو دعوت دینے والا بھی ہے۔

ضروریات زندگی، پریشانیوں، دکھوں اور تکلیفوں سے نجات پانے کے لئے کسی جبے والے اور قبے پر جانے کی ضرورت نہیں اپنے گھر میں ایک اللہ کو پکاریئے جو آپ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب اور ہمہ وقت اور ہر جہت سے سننے والا ہے۔ جسے اونگھ اور نیند بھی نہیں آتی کہ کہیں میری مخلوق کا کوئی فرد مجھے دکھ اور پریشانی کے عالم میں کراہتے

بقیہ: ص 8 پر